# سورة یوسف

## آیات ۸۱ - ۹۳

اِرْجِعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْكُمْ فَقُوْلُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ وَمَا شَهِدْنَآ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ
﴿٨١﴾ وَسْئَلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ كُنَّا فِيْهَا وَالْعِيْرَ الَّتِيْٓ اَقْبَلْنَا فِيْهَا ۭ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿٨٢﴾ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ
اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ۭ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ۭ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿٨٣﴾
وَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰٓاَسَفٰى عَلٰى يُوْسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ ﴿٨٤﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا
تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ ﴿٨٥﴾ قَالَ اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ
مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٨٦﴾ يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ
اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿٨٧﴾ فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَ
اَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ
﴿٨٨﴾ قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَاَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ ﴿٨٩﴾ قَالُوْٓا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ ۭ قَالَ
اَنَا يُوْسُفُ وَهٰذَآ اَخِيْ ۡ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا ۭ اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ
الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٩٠﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِـِٕيْنَ ﴿٩١﴾ قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ۭ
يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۡ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿٩٢﴾ اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۚ وَ
اْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٩٣﴾ ع

اِرْجِعُوْۤا اِلٰۤى اَبِيْكُمْ فَقُوْلُوْا يٰۤاَبَانَاۤ اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ وَمَا شَهِدْنَاۤ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَسْـَٔلِ الْقَرْيَةَ الَّتِىْ كُنَّا فِيْهَا وَالْعِيْرَ الَّتِىْۤ اَقْبَلْنَا فِيْهَا ؕ

رَجَعَ يَرْجِعُ ، رُجُوْعٌ - لوٹنا، واپس جانا، رجوع کرنا

اِرْجِعُوْۤا اِلٰۤى اَبِيْكُمْ - تم واپس جاؤ اپنے باپ کے پاس

فَقُوْلُوْا يٰۤاَبَانَاۤ - اور کہو اے ابا جان !

اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ - بیشک آپ کے بیٹے نے چوری کی

وَمَا شَهِدْنَاۤ - اور ہم نے گواہی نہیں دی

اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا - مگر وہ جو ہم جانتے ہیں

وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ - اور نہیں ہم غیب کی باتوں کے نگہبان

وَسْـَٔلِ الْقَرْيَةَ - اور آپ پوچھ لیں اس بستی والوں سے

الَّتِىْ كُنَّا فِيْهَا - جس میں ہم (ٹھہرے) تھے

وَالْعِيْرَ الَّتِىْۤ - اور اس قافلے سے بھی جس

اَقْبَلْنَا فِيْهَا - جس میں ہم آئے

اَقْبَلَ يُقْبِلُ ، اِقْبَالٌ - متوجہ ہونا، آگے آنا، رخ کرنا (١٧)

وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۸۲﴾ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِىْ بِهِمْ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۸۳﴾

وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ - اور بیشک ہم یقیناً سچ کہنے والے ہیں

قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ - (اس پر یعقوبؑ) نے کہا: نہیں بلکہ گھڑ لی ہے

سَوَّلَ يُسَوِّلُ ، تَسْوِيْلٌ - بات بنانا، گھڑنا (۱۱)

لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا - تمہارے لیے تمہارے نفس نے ایک بات

فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ - تو (اب) خوبصورت صبر کرنا ہے

صبرِ جمیل: وہ کیفیت جس میں دل غم اور صدمے سے بھر جائے، آنکھوں سے آنسو رکنے نہ پائیں لیکن اظہارِ غم میں بے صبری کا شائبہ تک نہ ہو، اور نہ زبان پر کوئی حرفِ شکایت آئے

عَسَى اللّٰهُ - امید ہے کہ اللہ

عَسٰى - محبوب چیز میں غالب امید کے لیے اور مکروہ چیز میں خوف کے لیے آتا ہے

اَنْ يَّاْتِيَنِىْ - لے آئے گا میرے پاس

اَتٰى يَاْتِىْ ، اِتْيَانٌ - آنا

بِهِمْ جَمِيْعًا - ان سب کو

اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ - بیشک وہ ہی جاننے والا ہے حکمت والا ہے

اِرۡجِعُوۡۤا اِلٰۤى اَبِيۡكُمۡ فَقُوۡلُوۡا يٰۤاَبَانَاۤ اِنَّ ابۡنَكَ سَرَقَ‌ۚ وَمَا شَهِدۡنَاۤ اِلَّا بِمَا عَلِمۡنَا وَمَا كُنَّا لِلۡغَيۡبِ حٰفِظِيۡنَ ﴿٨١﴾ وَسۡـئَلِ الۡقَرۡيَةَ الَّتِىۡ كُنَّا فِيۡهَا وَالۡعِيۡرَ الَّتِىۡۤ
اَقۡبَلۡنَا فِيۡهَا‌ؕ وَاِنَّا لَصٰدِقُوۡنَ ﴿٨٢﴾ قَالَ بَلۡ سَوَّلَتۡ لَـكُمۡ اَنۡفُسُكُمۡ اَمۡرًا‌ؕ فَصَبۡرٌ جَمِيۡلٌ‌ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنۡ يَّاۡتِيَنِىۡ بِهِمۡ جَمِيۡعًا‌ؕ اِنَّهٗ هُوَ الۡعَلِيۡمُ الۡحَكِيۡمُ ﴿٨٣﴾

تم جا کر اپنے والد سے کہو کہ "ابا جان، آپ کے صاحبزادے نے چوری کی ہے ہم نے اسے چوری کرتے ہوئے نہیں دیکھا، جو کچھ ہمیں معلوم ہوا ہے بس وہی ہم بیان کر رہے ہیں، اور غیب کی نگہبانی تو ہم نہ کر سکتے تھے، آپ اُس بستی کے لوگوں سے پوچھ لیجیے جہاں ہم تھے اُس قافلے سے دریافت کر لیجیے جس کے ساتھ ہم آئے ہیں ہم اپنے بیان میں بالکل سچے ہیں، باپ نے یہ داستان سن کر کہا "دراصل تمہارے نفس نے تمہارے لیے ایک اور بڑی بات کو سہل بنا دیا اچھا اس پر بھی صبر کروں گا اور بخوبی کروں گا کیا بعید ہے کہ اللہ ان سب کو مجھ سے لا ملائے، وہ سب کچھ جانتا ہے اور اس کے سب کام حکمت پر مبنی ہیں

So go back to your father and tell him: "Father! Your son has certainly been guilty of stealing. We did not see him stealing but testify according to what we know, and obviously we had no power to keep watch over that what is altogether hidden from us. You may inquire of the dwellers of the city where we were, and of the people of the caravan with whom we travelled. We are altogether truthful in what we say. The father heard the narration and said: "(All that is untrue). But your souls have made it easy for you to engage in a heinous act. So, I will be graciously patient even at this. Allah may well bring them all back to me. He is All-Knowing, All-Wise.

محمد اقبال

اِرْجِعُوْۤا اِلٰۤى اَبِيْكُمْ فَقُوْلُوْا يٰۤاَبَانَاۤ اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ وَ مَا شَهِدْنَاۤ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَ مَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَ سْـَٔلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ كُنَّا فِيْهَا وَ الْعِيْرَ الَّتِيْۤ اَقْبَلْنَا فِيْهَا ؕ وَ اِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۸۲﴾ قَالَ
بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۸۳﴾

## بیٹوں کا باپ کو مصر والی صورتحال سے آگاہ کرنا

- بنیامین کے سامان سے پیالہ نکل آنے کے بعد بھائیوں نے عزیز مصر کی منت سماجت کی کہ اِن کو جانے دیں اور ہم میں کسی کو اس کی جگہ رکھ لیں۔ عزیزِ مصر (یوسفؑ) نے ایسا کرنے سے انکار کیا تو برادران یوسفؑ مشورے کے لیے جمع الگ جمع ہوئے

- ان میں سے بڑے بھائی نے تو صاف کہہ دیا کہ جب تک باپ اجازت نہ دے یا خدا کوئی دوسرا فیصلہ نہ کرے میں یہیں رہوں گا البتہ تم واپس وطن جاؤ اور جا کر باپ کو سارے حالات کی روداد سناؤ اور انھیں بتاؤ کہ آپ کے بیٹے نے چوری کی ہے جس کی وجہ سے اسے غلام بنالیا گیا ہے اور ہم نے اپنے علم کے مطابق گواہی دی ہے اور ہم عالم الغیب نہیں ہیں اللہ بہتر جانتا ہے کہ حقیقت الامر کیا ہے، وہی ہے سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا۔ کہ وہی ہے جس کا علم بھی کامل ہے۔ اور اس کی حکمت بھی کامل۔ اس لیے اس کا ہر فیصلہ کمال علم و حکمت ہی پر مبنی ہوتا ہے۔

- برادران یوسف نے یہ صورتحال واپس آ کر والد کو بتائی اور ساتھ یہ بھی کہا کہ ہمیں معلوم ہے آپ ہم پر اعتبار نہیں کریں گے لیکن ہم جس بستی میں ٹھہرے تھے اس کے لوگوں سے بھی پوچھ لیجیے اور جس قافلہ کے ساتھ ہم آئے ہیں اس سے بھی دریافت کر لیجیے، ہم اپنے بیان میں بالکل سچے ہیں۔

- حضرت یعقوب (علیہ السلام) نے کہا کہ تعجب کی بات ہے کہ ایک بہت بڑی بات کو تمہارے نفسوں نے اس قدر آراستہ کیا کہ تم کس آسانی سے اسے اپنی زبانوں پر لے آئے۔ میرا بیٹا جس کے حسن سیرت سے میں خوب واقف ہوں ایک پیالے کی چوری کا مرتکب ہو سکتا ہے! پہلے تمہارے لیے اپنے ایک بھائی کو جان بوجھ کر گم کر دینا اور اس کے قمیص پر جھوٹا خون لگا کر لے آنا بہت آسان کام ہو گیا تھا۔ اب ایک دوسرے بھائی کو واقعی چور مان لینا اور مجھے آ کر اس کی خبر دینا بھی ویسا ہی آسان ہو گیا۔ لیکن مجھے کسی سے شکایت نہیں، میرے لیے تو صبر جمیل سب سے بہتر ہے

وَتَوَلّٰى عَنۡهُمۡ وَقَالَ يٰۤاَسَفٰى عَلٰى يُوۡسُفَ وَابۡيَضَّتۡ عَيۡنٰهُ مِنَ الۡحُزۡنِ فَهُوَ كَظِيۡمٌ ۝٨٤ قَالُوۡا تَاللّٰهِ تَفۡتَؤُا تَذۡكُرُ يُوۡسُفَ حَتّٰى تَكُوۡنَ حَرَضًا اَوۡ تَكُوۡنَ مِنَ الۡهٰلِكِيۡنَ ۝٨٥ قَالَ اِنَّمَاۤ اَشۡكُوۡا

وَتَوَلّٰى عَنۡهُمۡ وَقَالَ - اور اُس نے منہ پھیرا اُن سے اور کہا

تَوَلّٰی يَتَوَلّٰی ، تَوَلّٰی - منہ موڑنا، منہ پھیرنا (II)

يٰۤاَسَفٰى عَلٰى يُوۡسُفَ - ہائے افسوس ! یوسفؑ (کی جدائی) پر

يَا - حرفِ ندا | اَسَفٰی - حسرت و غم کے اظہار کے لیے

اَسَفٰی - اصل میں اَسَفِيْ تھا، ي کو الف (مقصورہ) سے بدل دیا گیا

وَابۡيَضَّتۡ عَيۡنٰهُ - اور سفید ہو گئیں ان کی آنکھیں

(ب ي ض) اِبْيَضَّ يَبْيَضُّ ، اِبْيِضَاضٌ - سفید ہونا (اِفْعَلَّ - IX)

عَيْنَا ، عَيْنٌ - کا تثنیہ (Dual) ، دو آنکھیں

مِنَ الۡحُزۡنِ فَهُوَ كَظِيۡمٌ - غم سے اور وہ غم سے بھرا ہوا تھا

حُزْن - غم، ملال | كَظَمَ - روکنا، باندھنا، پی جانا (غصہ)..

كَاظِم - روکنے والا (غصہ وغیرہ) | كَظِيْم - جس نے روکا ہوا ہے (غم)

قَالُوۡا تَاللّٰهِ - (بیٹوں نے) کہا : اللہ کی قسم

تَفۡتَؤُا تَذۡكُرُ يُوۡسُفَ - آپ کرتے رہیں گے یوسفؑ کا تذکرہ

(ف ت أ) فَتِئَ يَفْتَؤُ ، فَتْئًا - لگا رہنا، ہمیشہ رہنا

حَتّٰى تَكُوۡنَ حَرَضًا - یہاں تک کہ آپ ہو جائیں لاغر

حَرِضَ يَحْرُضُ ، حَرَضًا - قریب المرگ ہونا (گھل کر)

اَوۡ تَكُوۡنَ مِنَ الۡهٰلِكِيۡنَ - یا آپ ہو جائیں ہلاک ہونے والوں میں سے

بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۶﴾ يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۷﴾

قَالَ اِنَّمَآ اَشْكُوْا - (یعقوب نے) کہا : حقیقت یہ ہے کہ میں فریاد کرتا ہوں

شَكَى يَشْكِي ، شَكْوًا و شِكايةً شکایت کرنا، فریاد کرنا

اردو: شاکی، شکوہ، شکایت، مشکوٰۃ ( دیوار کا طاق)

بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ - اپنی پریشانی اور اپنے غم کی اللہ کے حضور

(بَثّ - پریشانی، بے قراری

وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ - اور میں جانتا ہوں من جانب اللہ

مَا لَا تَعْلَمُوْنَ - وہ (باتیں) جو تم نہیں جانتے

يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا - اے میرے بیٹو ! جاؤ

فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ - اور تلاش کرو یوسف کو اور اس کے بھائی کو

ح س س
قوت حس سے کسی چیز تک پہنچنا

تَحَسَّسَ يَتَحَسَّسُ ، تَحَسُّسٌ جستجو کرنا، تلاش کرنا (۷)

اردو: حس، احساس، حساس، محسوس، حواس، حساسیت

بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿86﴾ يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿87﴾

وَلَا تَايْـَٔسُوْا - اور مایوس نہ ہو

مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ - اللہ کی رحمت سے

رَوْح - رحمت، راحت، فیض

روح : یہ ایک کثیر المعانی مادہ اور لفظ ہے

رَاحَ کے معنی، ہوا کا چلنا اور محسوس ہونا، ہوا چونکہ زندگی، خوشی، راحت، حرکت اور قوت کی علامت ہوتی ہے، اس لیے اس لفظ میں یہ سب معنی پائے جاتے ہیں (انسانی روح، جبرائیل امین، حضرت عیسیٰؑ، اور قرآن پر بھی اس کا اطلاق - راحت سے رحمت کے معنی میں بھی، لفظ تراویح بھی اسی مادے سے (وہ نماز جس میں ہر چار رکعت کے بعد آرام کرنے کو "ترویحہ" کہا جاتا ہے جس کی جمع "تراویح" ہے

اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ - واقعہ یہ ہے کہ نہیں مایوس ہوتے

مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ - اللہ کی رحمت سے

اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ - مگر کافر لوگ

وَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰۤاَسَفٰى عَلٰى يُوْسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ ﴿٨٤﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ
الْهٰلِكِيْنَ ﴿٨٥﴾ قَالَ اِنَّمَاۤ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْۤ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٨٦﴾ يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ
رَّوْحِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿٨٧﴾

پھر وہ ان کی طرف سے منہ پھیر کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ "ہائے یوسف!" وہ دل ہی دل میں غم سے گھٹا جا رہا تھا اور اس کی آنکھیں سفید پڑ گئی تھیں، بیٹوں نے کہا "خدارا! آپ تو بس یوسف ہی کو یاد کیے جاتے ہیں نوبت یہ آ گئی ہے کہ اس کے غم میں اپنے آپ کو گھلا دیں گے یا اپنی جان ہلاک کر ڈالیں گے" اُس نے کہا "میں اپنی پریشانی اور اپنے غم کی فریاد اللہ کے سوا کسی سے نہیں کرتا، اور اللہ سے جیسا میں واقف ہوں تم نہیں ہو، میرے بچو، جا کر یوسفؑ اور اس کے بھائی کی کچھ ٹوہ لگاؤ، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو، اس کی رحمت سے تو بس کافر ہی مایوس ہوا کرتے ہیں"

**Then he turned his back to them, and said: "O my grief for Joseph!" His eyes whitened with grief and he was choked up with sorrow trying to suppress his grief. The sons said: "By Allah! You will continue to remember Joseph until you will either consume yourself with grief, or will die. He said: "I will address my sorrow and grief only to Allah, and I know from Allah what you do not know. My sons! Go and try to find out about Joseph and his brother and do not despair of Allah's mercy. Verily only the unbelievers despair of Allah's mercy."**

محمد اقبال

وَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰٓاَسَفٰى عَلٰى يُوْسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ ﴿۸۴﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ ﴿۸۵﴾ قَالَ اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ
اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۶﴾

## حضرت یوسف (علیہ السلام) کے غم میں شدت کی وجہ

- بنیامین کی خبر کے بعد یعقوبؑ بیٹوں سے آزردہ اور الگ ہو کر ایک گوشے میں بیٹھ گئے۔ اس تازہ حادثہ نے یوسف علیہ السلام کے غم کو مزید شدت سے تازہ کر دیا اور اس شدت غم میں ان کی زبان سے ہائے یوسف! کے الفاظ بے ساختہ نکل گئے، والدین کے لیے کسی بچے کا گم ہو جانا اس کے فوت ہو جانے سے بڑا صدمہ ہے، فوت ہونے کی صورت میں اپنے سامنے تجہیز و تکفین ہونے سے اپنے ہاتھوں دفن کرنے اور قبر بنا لینے سے کسی قدر صبر کا دامن ہاتھ میں رہتا ہے اور پھر رفتہ رفتہ اس صبر میں ثبات پیدا ہوتا جاتا ہے۔ مگر بچے کے گم ہونے کی صورت میں اس کی یاد انسان کے لیے سوہان روح بن جاتی ہے۔ یہ خیال کسی وقت چین نہیں لینے دیتا کہ نہ معلوم بچہ زندہ ہے یا فوت ہو گیا ہے۔ اور اگر زندہ ہے تو کہاں ہے؟ اور کس حال میں ہے؟
- یوسف علیہ السلام کے طویل جدائی، شدت غم اور کثرت گریہ سے آپ کی آنکھوں کی بینائی جاتی رہی، ہر وقت سینہ میں غم دبائے رکھنے کے سبب سے وہ گھٹے گھٹے سے رہنے لگے۔ یہ ساری حالتیں ان کے تنہائی کے غم والم کی ہیں جس میں معاملہ تمام تر ان کے اور ان کے رب کے درمیان تھا۔
- اسی کا اظہار انہوں نے یوں کیا کہ " قَالَ اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ - میں اپنی پریشانی اور غم کا شکوہ اپنے اللہ ہی کے آگے کر رہا ہوں "۔ جس نے دیا ہے درد وہی چارہ گر بھی ہے کہنی ہے چارہ گر سے ہی خود چارہ گر کی بات
- اپنے غم والم کا اظہار اپنے رب کے آگے کرنا نہ صرف بری بات نہیں ہے بلکہ نہایت اچھی بات ہے۔ اس غم والم کا باعث یاس نہیں بلکہ امید ہوتی ہے۔ بندہ یہ توقع رکھتا ہے کہ وہ جتنا ہی اپنے رب کے آگے روئے گا اتنا ہی اس کا رونا اس کی رحمت کو جوش میں لائے گا۔ رونا دھونا وہ ممنوع ہے جو دوسروں کے آگے ہو، جو امید کے بجائے یاس کا مظہر ہو اور جس میں انسان اپنی بے صبری کا اظہار اس طرح کرے جس سے ایمان اور توکل کا وقار مجروح ہو۔

قَالَ اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝٨٦ يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ
الْكٰفِرُوْنَ ۝٨٧

- نبی اکرم ﷺ نے بھی اپنی زندگی کے شدید ترین دن (طائف میں) انتہائی بے سروسامانی اور بے یارومددگاری کے عالم میں اللہ تعالیٰ سے ایسی ہی دعا فرمائی، اَللّٰھُمَّ اِلَیْکَ اَشْکُوْ ضُعْفَ قُوَّتِیْ وَ قِلَّۃَ حِیْلَتِیْ وَ ھَوَانِیْ عَلَی النَّاسِ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ.... "اے اللہ میں اپنے ضعف، بے بسی اور لوگوں کی نظروں میں اپنی تحقیر اور بے سروسامانی کی فریاد تجھ ہی سے کرتا ہوں۔اے ارحم الراحمین ! اے درماندہ ناتوانوں کے مالک! تو ہی میرا رب ہے، اے میرے آقا تو مجھے کس کے سپرد کرتا ہے بیگانوں کے جو ترش رو ہوں گے یا دشمن کے جو میرے نیک وبد پر قابو رکھے گا، لیکن جب تو مجھ سے ناخوش نہیں ہے تو مجھے اس کی کچھ پرواہ نہیں کیونکہ تیری عافیت اور بخشش میرے لیے زیادہ وسیع ہے، میں تیری ذات پاک کے نور کی پناہ چاہتا ہوں جس سے آسمان روشن ہوئے اور جس سے تاریکیاں دور ہوئیں اور دنیا وآخرت کے کام ٹھیک ہوئے ..........
- کہ مسلسل رونے سے آنکھوں کا سفید پڑ جانا اور غم سے گھٹے گھٹے رہنا یہ تو بظاہر بے قراری اور بے صبری معلوم ہوتی ہے لیکن حقیقت میں یہ بے صبری نہیں بلکہ فطرت کا اظہار ہے۔ پیغمبر اپنے تمام کمالات اور حوصلہ مندیوں کے باوجود بہرحال انسان ہوتے ہیں ۔ یہ تو انسان کی فطرت کا تقاضا ٹھہرا چوٹ لگتی ہے تو ایک آہ نکل جاتی ہے
- والد کی گفتگو اور کیفیت دیکھ کر بیٹوں نے والد کو ہی نصیحت شروع کر دی کہ آخر آپ کب تک یوسفؑ کی یاد میں اپنی زندگی برباد کرتے رہیں گے۔اس صدمے کی گرفت سے نہ نکلے تو آپ یا تو حواس کھو بیٹھیں گے یا اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالیں گے
- اس نصیحت کا انداز اگرچہ بظاہر ہمدردانہ ہے لیکن درپردہ اس کے اندر بھی ان کا وہی جذبہ حسد کارفرما ہے
- یعقوبؑ نے جواباً بیٹوں کو بتا دیا کہ وہ یوسف کے باب میں اپنے رب کی رحمت سے مایوس نہیں ہیں، تم بھی اللہ کی مشکل کشائی ، اس کی رحمت اور تائید سے مایوس نہ ہو اور جا کر یوسف کو تلاش کرو۔۔ اللہ کی رحمت سے مایوس ہونا تو کفر جیسا ہے

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَ اَهْلَنَا الضُّرُّ وَ جِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَ تَصَدَّقْ عَلَيْنَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ ﴿۸۸﴾

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ - پھر جب وہ لوگ داخل (حاضر) ہوئے (یوسفؑ) پر

قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ - انہوں نے کہا اے عزت مآب!

مَسَّنَا وَ اَهْلَنَا الضُّرُّ - پہنچی ہے ہمیں اور ہمارے اہل خانہ کو سخت مصیبت

مَسَّ يَمُسُّ ، مَسٌّ - چھونا، پہنچنا

الضُّرُّ - سختی، تکلیف (جو بھوک اور قحط وغیرہ کے سبب سے ہو)

وَ جِئْنَا - اور آئے ہم

بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ - ایک حقیر سی پونجی کے ساتھ

بِضَاعَة - پونجی

مُّزْجٰىةٍ - حقیر، قلیل، بے قدر، تھوڑی سی

اِزْجَاءٌ - سے مفعول

فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ - پس آپ پورا کریں ہمارے لیے پیمانہ بھرنے کو

اَوْفٰى يُوْفِيْ ، اِيْفَآءٌ - پورا دینا (۱۷)

وَ تَصَدَّقْ عَلَيْنَا - اور آپ خیرات کریں ہم پر

تَصَدَّقَ يَتَصَدَّقُ ، تَصَدُّقٌ - صدقہ دینا، خیرات کرنا (۷)

اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ - بیشک اللہ جزا دیتا ہے خیرات کرنے والوں کو

مُتَصَدِّق - صدقہ کرنے والا

قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ - (یوسف نے) کہا: کیا تمہیں معلوم ہے؟

قَالَ هَلۡ عَلِمۡتُمۡ مَّا فَعَلۡتُمۡ بِيُوۡسُفَ وَاَخِيۡهِ اِذۡ اَنۡتُمۡ جٰهِلُوۡنَ ﴿۸۹﴾ قَالُوۡۤا ءَاِنَّكَ لَاَنۡتَ يُوۡسُفُ ؕ قَالَ اَنَا يُوۡسُفُ وَهٰذَاۤ اَخِىۡ ۫ قَدۡ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيۡنَا ؕ اِنَّهٗ مَنۡ يَّتَّقِ وَيَصۡبِرۡ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِيۡنَ ﴿۹۰﴾

مَّا فَعَلۡتُمۡ بِيُوۡسُفَ وَاَخِيۡهِ - جو تم نے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا

اِذۡ اَنۡتُمۡ جٰهِلُوۡنَ - جب تم نادان (غلط سوچ والے) تھے

قَالُوۡۤا ءَاِنَّكَ لَاَنۡتَ يُوۡسُفُ - وہ بولے ! کیا تم ہی یوسف ہو ؟

قَالَ اَنَا يُوۡسُفُ - اس نے کہا، (ہاں) میں یوسف ہوں

وَهٰذَاۤ اَخِىۡ - اور یہ میرا بھائی ہے۔

قَدۡ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيۡنَا - یقیناً احسان کیا ہے اللہ نے ہم پر

مَنَّ يَمُنُّ ، مَنٌّ - احسان کرنا

اِنَّهٗ مَنۡ يَّتَّقِ وَيَصۡبِرۡ - حقیقت یہ ہے کہ جو تقویٰ کرتا ہے اور صبر کرتا ہے

فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيۡعُ - تو بیشک اللہ، نہیں ضائع کرتا

اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِيۡنَ اجر اچھے کام کرنے والوں (محسنین) کا۔

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَ اَهْلَنَا الضُّرُّ وَ جِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَ تَصَدَّقْ عَلَيْنَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِى الْمُتَصَدِّقِيْنَ
﴿۸۸﴾ قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَ اَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ ﴿۸۹﴾ قَالُوْٓا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ ؕ قَالَ اَنَا يُوْسُفُ وَ هٰذَآ اَخِىْ ٝ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا ؕ اِنَّهٗ
مَنْ يَّتَّقِ وَ يَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹۰﴾

جب یہ لوگ مصر جا کر یوسفؑ کی پیشی میں داخل ہوئے تو انہوں نے عرض کیا کہ "اے سردار با اقتدار، ہم اور ہمارے اہل و عیال سخت مصیبت میں مبتلا ہیں اور ہم کچھ حقیر سی پونجی لے کر آئے ہیں، آپ ہمیں بھرپور غلہ عنایت فرمائیں اور ہم کو خیرات دیں، اللہ خیرات کرنے والوں کو جزا دیتا ہے" (یہ سن کر یوسفؑ سے نہ رہا گیا) اُس نے کہا "تمہیں کچھ یہ بھی معلوم ہے کہ تم نے یوسفؑ اور اُس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا تھا جبکہ تم نادان تھے، وہ چونک کر بولے "کیا تم یوسفؑ ہو؟" اُس نے کہا، "ہاں، میں یوسفؑ ہوں اور یہ میرا بھائی ہے اللہ نے ہم پر احسان فرمایا حقیقت یہ ہے کہ اگر کوئی تقویٰ اور صبر سے کام لے تو اللہ کے ہاں ایسے نیک لوگوں کا اجر مارا نہیں جاتا

On going to Egypt they presented themselves to Joseph and said to him: "O chief! We and our family are struck with distress and have brought only a paltry sum. So give us corn in full measure, and give it to us in charity.65 Allah rewards those who are charitable." When Joseph heard this (he could not hold himself and said): "Do you remember what you did to Joseph and his brother when you were ignorant? They exclaimed: "Are you indeed Joseph?" He said: "Yes, I am Joseph and this is my brother. Allah has surely been gracious to us. Indeed whoever fears Allah and remains patient, Allah does not allow the reward of such people to go to waste."

محمد اقبال

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَیْهِ قَالُوْا یٰۤاَیُّهَا الْعَزِیْزُ مَسَّنَا وَ اَهْلَنَا الضُّرُّ وَ جِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَیْلَ وَ تَصَدَّقْ عَلَیْنَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَجْزِی الْمُتَصَدِّقِیْنَ ﴿۸۸﴾

## برادرانِ یوسفؑ کی مصر میں تیسری آمد

- کئی سال لگاتار قحط کے اثرات اور غلّہ کی ضرورت نے برادرانِ یوسف کو تیسری مرتبہ پھر مصر جانے پر مجبور کیا
- جب وہ اس مرتبہ عزیزِ مصر (یوسف علیہ السلام) کی سامنے پیش ہوئے تو انہوں نے بڑے رقت آمیز انداز میں اپنی انتہائی خستہ حالی اور پریشانی کا ذکر کیا (جس کا اظہار ان کے الفاظ سے ہوتا ہے)
- انہوں نے کہا کہ عالی مرتبت عزیز ! ہم اور ہمارے اہل و عیال قحط کے سبب سے سخت تکلیف میں ہیں، اور ہمارا حال یہ ہے کہ ہمارے پاس قیمت ادا کرنے کے لیے بھی مناسب معاوضہ نہیں بلکہ ہم اپنے ساتھ غلے کی قیمت کے طور پر جو پونجی لے کر آئے ہیں وہ تو ایسی حقیر اور کم قیمت پونجی ہے کہ جسے کوئی بھی لینا پسند نہ کرے، لیکن آپ کے حسن سلوک نے ہمیں حوصلہ دیا کہ جیسی کیسی پونجی بھی ہمارے پاس ہے اسے ہم آپ کی خدمت میں پیش کردیں اور مزید یہ درخواست بھی کریں کہ آپ ہماری پونجی کو نہ دیکھیں بلکہ ہماری ضرورت کو دیکھ کرہ میں پورا غلہ عنایت فرمائیں اور مزید ہمیں صدقہ سے بھی نوازیں کیونکہ جو غلہ قانون کے مطابق ملے گا وہ ہماری ضرورتوں کے لیے کفایت نہیں کرتا۔ اس لیے آپ صدقہ کے طور پر بھی مزید کرم فرمائی کریں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ صدقہ کرنے والوں کے اجر و ثواب کو ضائع نہیں کرتا
- سبحان اللہ ! اللہ تعالیٰ کائنات کے تمام اسباب پر پوری طرح قادر ہے، جب چاہے، جس کے لیے چاہے، جس طرح چاہے حالات کو اس کے لیے ایسے بدل دیتا ہے کہ کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا (نحن عصبتہ سے تصدق علینا کا سفر !)
- یوسف علیہ السلام سے بھائیوں کی یہ عاجزی، ان کا تباہ شدہ حال اور ان کی زبوں حالی دیکھی نہ گئی اور اپنی شناخت ان پر ظاہر کردی

قَالَ هَلۡ عَلِمۡتُمۡ مَّا فَعَلۡتُمۡ بِيُوۡسُفَ وَاَخِيۡهِ اِذۡ اَنۡتُمۡ جٰهِلُوۡنَ ﴿۸۹﴾ قَالُوۡۤا ءَاِنَّكَ لَاَنۡتَ يُوۡسُفُ ؕ قَالَ اَنَا يُوۡسُفُ وَهٰذَاۤ اَخِىۡ ۫ قَدۡ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيۡنَا ؕ اِنَّهٗ مَنۡ يَّتَّقِ وَيَصۡبِرۡ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِيۡنَ ﴿۹۰﴾

## افشائے راز

- بھائیوں کی پریشانی اور ان کی لجاجت آمیز درخواست ، بالخصوص درخواست صدقہ نے یوسف علیہ السلام کے دل کو ہلا دیا اور انہیں بتادیا کہ وہ یوسف ہیں ان کے بھائی، اور ان سے پوچھا کہ تمہیں یاد ہے کہ تم نے یوسف اور اسکے بھائی کے ساتھ کیا کیا
- فوراً بول اٹھے کہ کیا واقعی آپ ہی یوسفؑ ہیں۔ حضرت یوسف (علیہ السلام) نے فرمایا کہ ہاں، میں ہی یوسف (علیہ السلام) ہوں اور یہ میرا بھائی ہے۔ تم مجھے جس حال میں دیکھ رہے ہو یہ سراسر اللہ تعالیٰ کا کرم اور اس کی عطا ہے۔ اس نے ہم پر احسان فرمایا اور یہ مقام اور منصب مجھے عطا ہوئے
- چونکہ آپ پیغمبرانہ اخلاق کے مالک تھے اس لیے نہ تو کوئی ایسی بات فرمائی جس سے انھیں شرمندگی ہوتی اور نہ ایسی بات فرمائی جس سے خود پسندی کی بو آتی اور فخر کا اظہار ہوتا۔ فرمایا، جو لوگ تقوی اختیار کرتے ہیں اور اس پر خوبی کے ساتھ ثابت قدم رہتے ہیں تو اللہ ایسے نیکو کاروں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔ بلکہ دنیا میں بھی ان کو اپنے فضل سے نوازتا ہے اور آخرت میں بھی اس کا بھرپور صلہ عطا فرمائے گا۔
- احسان ' کا لفظ یہاں تقوی اور صبر کی بنیادی شرط کی حیثیت سے مذکور ہوا ہے یعنی عنداللہ مقبول تقویٰ اور صبر وہ ہے جس کے اندر 'احسان ' کی روح ہو یعنی بندہ اس طرح تقوی صبر کا حق ادا کرے گویا وہ خدا کو دیکھ رہا ہے اور یہ یقین رکھے کہ اگر وہ خدا کو نہیں دیکھا رہا ہے تو خدا تو بہر حال اس کو دیکھ رہا ہے۔

قَالُوْا تَاللّٰہِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰہُ عَلَیْنَا وَ اِنْ كُنَّا لَخٰطِـِٕیْنَ قَالَ لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْكُمُ الْیَوْمَ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَكُمْ وَ هُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ اِذْهَبُوْا بِقَمِیْصِیْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ

قَالُوْا تَاللّٰہِ - انہوں نے کہا اللہ کی قسم

لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰہُ عَلَیْنَا - یقیناً فضیلت بخشی ہے تم کو اللہ نے ہم پر

اَثَرَ یُؤْثِرُ ، اِیْثَارٌ - ترجیح دینا، فوقیت دینا (III)

وَ اِنْ كُنَّا لَخٰطِـِٕیْنَ - اور یقیناً ہم ہی تھے خطاکار

قَالَ لَا تَثْرِیْبَ - (یوسف نے) کہا، کوئی گرفت نہیں

تَثْرِیْبُ - ملامت، سرزنش، الزام، گرفت، ڈانٹنا

ثَرَّبَ یُثَرِّبُ ، تثریبًا - مواخذہ کرنا، بازپرس کرنا (II)

عَلَیْكُمُ الْیَوْمَ - تم پر آج

یَغْفِرُ اللّٰہُ لَكُمْ - معاف کرے اللہ تمہیں

وَ هُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ - اور وہ سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے

اِذْهَبُوْا بِقَمِیْصِیْ هٰذَا - تم جاؤ میری اس قمیص کے ساتھ

فَاَلْقُوْهُ - اور ڈال دینا اس کو

اَلْقٰی یُلْقِیْ ، اِلْقَآءٌ - ڈالنا (IV)

عَلٰى وَجۡهِ اَبِىۡ يَاۡتِ بَصِيۡرًا ۚ وَاۡتُوۡنِىۡ بِاَهۡلِكُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ ﴿۹۳﴾ ع

عَلٰى وَجۡهِ اَبِىۡ - میرے والد کے چہرے پر

يَاۡتِ بَصِيۡرًا - وہ ہو جائے گا دیکھتا ہوا (بینا)

وَاۡتُوۡنِىۡ - اور لے آؤ میرے پاس

بِاَهۡلِكُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ - تم اپنے سب گھر والوں کو

وَجْه - چہرا

بَصِيْرًا - دیکھنے والا، بینا، دیکھتا ہوا

قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِـِٕيْنَ ﴿۹۱﴾ قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ؕ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۫ وَهُوَ اَرْحَمُ
الرّٰحِمِيْنَ ﴿۹۲﴾ اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۚ وَاْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۹۳﴾ ع

انہوں نے کہا " بخدا کہ تم کو اللہ نے ہم پر فضیلت بخشی اور واقعی ہم خطاکار تھے "
اس نے جواب دیا، "آج تم پر کوئی گرفت نہیں، اللہ تمہیں معاف کرے، وہ سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے
جاؤ، میرا یہ قمیص لے جاؤ اور میرے والد کے منہ پر ڈال دو، اُن کی بینائی پلٹ آئے گی، اور اپنے سب اہل و عیال کو میرے پاس لے آؤ"

They said: "We swear by Allah! Indeed Allah has chosen you in preference to us and we were truly guilty."
He replied: "No blame lies with you today. May Allah forgive you. He is the Most Merciful of all those that are merciful.
Take this shirt of mine and throw it over my father's face. He will regain his sight. And bring to me all your family."

محمد اقبال

قَالُوۡا تَاللّٰهِ لَقَدۡ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيۡنَا وَ اِنۡ كُنَّا لَخٰطِــِٕيۡنَ ﴿۹۱﴾ قَالَ لَا تَثۡرِيۡبَ عَلَيۡكُمُ الۡيَوۡمَ‌ ؕ يَغۡفِرُ اللّٰهُ لَكُمۡ‌ ۚ وَهُوَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِيۡنَ ﴿۹۲﴾ اِذۡهَبُوۡا بِقَمِيۡصِىۡ هٰذَا فَاَلۡقُوۡهُ عَلٰى وَجۡهِ اَبِىۡ يَاۡتِ بَصِيۡرًا‌ ۚ وَاۡتُوۡنِىۡ بِاَهۡلِكُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ ﴿۹۳﴾ ع

## اعترافِ حق

- برادران یوسف کو جو حضرت یوسف (علیہ السلام) پر سب سے زیادہ غصہ تھا وہ اس بات پر تھا کہ ہمارے والد آخر یوسف (علیہ السلام) کو ہم پر ترجیح کیوں دیتے ہیں، حالانکہ وہ قوت وطاقت کے اعتبار سے وہ دس نوجوان بھائیوں کا ایک جتھا ہیں، اسی حسد اور اسی غلط فہمی نے ان سے وہ ظلم کروایا جس کا کوئی جواز نہ تھا۔
- اب جبکہ بھائیوں نے تخت حکومت پر یوسف (علیہ السلام) کو فائز دیکھا تو نہایت لجاجت اور شرمندگی سے اعتراف کرتے ہوئے کہنے لگے کہ ہم آج اللہ تعالیٰ اور خلق خدا کے سامنے اعتراف کرتے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ ہمارے والد صاحب یوسف (علیہ السلام) کو جس طرح ہم پر ترجیح دیتے تھے وہ یقیناً حق بجانب تھے
- خود اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہم پر کھلی ہوئی فضیلت دے کر ہم پر ہماری غلطی واضح فرمادی۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ آپ کو جو فضیلت حاصل ہوئی آپ اس کے سزاوار تھے اور ہم نے جو کچھ کیا ہم اس میں غلطی پر تھے۔
- حضرت یوسف علیہ السلام کا عفو ودر گزر : بھائیوں کی ندامت اور اعتراف حق دیکھ کر یوسف علیہ السلام نے اپنے اعلیٰ اخلاق اور بلند ظرفی کی بدولت انھیں ملامت کرنے یا سزا دینے کے بجائے، انہیں معاف کر دیا اور فرمایا، آج تم پر کوئی گرفت نہیں اور تم پر کوئی ملامت نہیں، میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ بھی تمہارے گناہ بخش دے کہ وہ سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے
- واقعہ یوسف علیہ السلام کی جہاں نبی اکرم ﷺ اور آپ کی مکہ میں دعوت سے مشابہت ہے اس مقام کی مشابہت بھی قابل غور ہے (حتیٰ کہ اس مقام پر ادا کیئے گئے الفاظ میں بھی مشابہت ہے)

قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَ اِنْ كُنَّا لَخٰطِـِٕيْنَ ﴿۹۱﴾ قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ؕ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۫ وَ هُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۹۲﴾ اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۚ وَ اْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۹۳﴾

- نبی اکرم ﷺ نے فتح مکہ کے دن قریش کے ان سرغنوں (جنہوں نے دشمنی نبھانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی اور آپ ﷺ کی جان کے بھی دشمن تھے) کو خطاب کرکے فرمایا "کیا کہ تم جانتے ہو کہ میں تمہارے ساتھ کیا معاملہ کرنے والا ہوں"
- وہ دشمن اور ایمان سے محروم ہونے کے باوجود آپ ﷺ کے مزاج شناس تھے۔ کہنے لگے کہ آپؐ کریم ابن کریم ہیں۔ اس لیے ہم آپؐ سے عفو و درگزر کی امید رکھتے ہیں
- آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تم سے وہی بات کہوں گا جو میرے بھائی یوسف (علیہ السلام) نے اپنے بھائیوں سے کہی تھی کہ "جاؤ تم سب آزاد ہو، آج تم پر کوئی الزام نہیں، اللہ تعالیٰ تمہیں معاف کرے، وہ سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے" (يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ، مَا تُرَوْنَ أَنِّي فَاعِلٌ فِيكُمْ؟ قَالُوا: نَقُولُ خَيْرًا وَنَظُنُّ خَيْرًا، أَخٌ كَرِيمٌ، وَابْنُ أَخٍ كَرِيمٍ، قَالَ: أَقُولُ كَمَا قَالَ أَخِي يُوسُفُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ )۔ سیرت ابن ہشام و اسحاق
- حضرت یوسف کو بنیامین کے ذریعہ سے باپ کا سارا حال معلوم ہو چکا تھا کہ روتے روتے ان کی آنکھیں سفید پڑ چکی ہیں۔ چنانچہ آپ نے بھائیوں کو اپنا کرتا دیا کہ جاؤ، جا کر میرا یہ کرتا حضرت یعقوب (علیہ السلام) کے چہرے پر ڈال دینا، انشاء اللہ تعالیٰ وہ بینا ہو جائیں گے اور ان کی کھوئی ہوئی نظر واپس آ جائے گی۔
- یعقوبؑ کی زندگی کا سب سے بڑا غم بھی پیراہن یوسف ہی کی شکل میں آیا تھا جب کہ بھائیوں نے اس پر خون لگا کر بوڑھے باپ کے سامنے پیش کیا کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا اور اب زندگی کی سب سے بڑی خوشی بھی پیراہن یوسف ہی کی شکل میں نمودار ہونے والی تھی۔

# اضافی مواد

# Reference Material

## آیات ۸۱ - ۹۳ ( رموز و اسباق )

- اپنے غم و الم کا اظہار اپنے رب کے آگے کرنا نہ صرف یہ کہ کوئی بری بات نہیں ہے بلکہ نہایت اچھی بات ہے۔ اس غم و الم کا باعث یاس نہیں بلکہ امید ہوتی ہے۔ بندہ یہ توقع رکھتا ہے کہ وہ جتنا ہی اپنے رب کے آگے روئے گا اتنا ہی اس کا رونا اس کی رحمت کو جوش میں لائے گا۔ رونا دھونا وہ ممنوع ہے جو دوسروں کے آگے ہو، جو امید کے بجائے یاس کا مظہر ہو اور جس میں انسان اپنی بے صبری کا اظہار اس طرح کرے جس سے ایمان اور توکل کا وقار مجروح ہو۔
- برے حالات انسان میں عاجزی پیدا کرتے ہیں (تصدق علینا)
- عینی گواہوں کی گواہی دینا، دعوی کو ثابت کرنے کا معتبر طریقہ ہے (وَسْئَلِ الْقَرْيَةَ الَّتِیْ كُنَّا فِيْهَا وَالْعِيْرَ.....)
- انسان کا نفس برے اور ناروا کاموں کو خوبصورت انداز اور قابلِ قبول صورت میں پیش کرنے اور ان کے ارتکاب پر آمادہ کرتا رہتا ہے (قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا . . .)
- اللہ اپنے بندوں کو ان کی طاقت سے زیادہ نہیں آزماتا
- مشکلات اور تلخ ترین حوادث کے مقابلے میں صبر اختیار کرنا ایک اچھا وصف ہے جو اللہ کو بہت پسند ہے۔ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ
- حالات خواہ کتنے ہی ناسازگار کیوں نہ ہو جائیں اللہ سے امید ہر حال میں استوار رہنی چاہیے (عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِیْ بِهِمْ جَمِيْعًا)
- اللہ کہ مدد پر بھروسہ اور ہر حال میں اس سے امید رکھنے والے ہی صابر اور ثابت قدم انسان ہوتے ہیں

# آیات ۸۱ - ۹۳ ( رموز و اسباق)

- انسانوں کے امور کی تدبیر، اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے (( عَسَى اللّٰهُ اَنْ یَّاْتِیَنِیْ بِهِمْ جَمِیْعًا )
- مشکلات و پریشانیوں سے نجات حاصل کرنے اور اپنی تمناؤں کو پانے کے لیے اللہ تعالیٰ پر توکل اور اس پر امید رکھنا ضروری ہے۔
- علم و حکمت کو اللہ تعالیٰ کی ذات میں ہی منحصر سمجھنا، غیر اللہ سے قطع امید کا پیش خیمہ ہے
- اللہ تعالیٰ کی مدد و حمایت پر امید کا اظہار کرنے کے بعد اس کی حمد و ثناء کرنا، نیک اور پسندیدہ طریقوں میں سے ہے۔ ( عَسَى اللّٰهُ اَنْ یَّاْتِیَنِیْ بِهِمْ جَمِیْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ )
- عزیز رشتوں کے فراق اور افسوس میں غمگیں ہونا اور رونا مقام نبوت یا مراتبِ عالیہ کے منافی نہیں ہے (وَ قَالَ یٰۤاَسَفٰى عَلٰى یُوْسُفَ وَ ابْیَضَّتْ عَیْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ )
- غمگیں ہونا اور آنسو بہانا، بردباری اور صبر کے منافی نہیں - اللہ کی بارگاہ میں اپنے حزن و ملال کا اظہار کرنا عالمانہ اور شعوری بندگی ہے
- رنج والم اور شدید غصہ انسان کی جسمانی طاقت کو ختم کر کے مرنے کے قریب بنا دیتا ہے
- دکھ درد اور مصیبتیں خواہ زیادہ ہوں یا کم صرف ذات اقدس سے ان کی شکایت کرنا چاہیے اور فقط اس سے مدد طلب کرنی چاہیے (اِنَّمَاۤ اَشْكُوْا بَثِّیْ وَ حُزْنِیْۤ اِلَى اللّٰهِ )

## آیات ۸۱ - ۹۳ ( رموز و اسباق)

- اللہ کی ذات پہ بھروسہ، اس سے امید اور اس سے ہی مدد و استعانت معرفت الٰہی کا سبب ہے
- اپنے مقصود تک پہنچنے اور مشکلات کو رفع کرنے کی خاطر اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اس کی مدد کے ساتھ انسان کو کوشش و تلاش ضرور کرنی چاہیے (یٰبَنِیَّ اذۡہَبُوۡا فَتَحَسَّسُوۡا مِنۡ یُّوۡسُفَ وَاَخِیۡہِ )
- انسان کی زندگی کی مشکلات دور کرنا اور اس کے لیے آسانی پیدا کرنا، اللہ تعالیٰ کے ہاتھ اور اس کے اختیار میں ہے
- تجاویز اور نصیحتوں کی توجیہ کے ساتھ ساتھ اس کے نتیجہ اور انجام کو بھی بیان کرنا، ایک اچھی اور مناسب بات ہے۔ (وَلَا تَایۡـَٔسُوۡا مِنۡ رَّوۡحِ اللّٰہِ اِنَّہٗ لَا یَایۡـَٔسُ مِنۡ رَّوۡحِ اللّٰہِ اِلَّا الۡقَوۡمُ الۡکٰفِرُوۡنَ )
- مستحقین اور حاجتمندوں کو صدقہ دینا مستحب ہے
- جہالت، گناہوں کے ارتکاب اور ظلم کا سرچشمہ ہے (ہَلۡ عَلِمۡتُمۡ مَّا فَعَلۡتُمۡ بِیُوۡسُفَ وَاَخِیۡہِ اِذۡ اَنۡتُمۡ جٰہِلُوۡنَ )
- نیک کام اور صبر و تقویٰ اختیار کرنے والوں کے لیے اقتدار اور عزت، اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتوں میں سے ہے۔
- لوگوں کے سامنے مشکلات کا رونا رونا، لوگوں سے اللہ کی شکایت کرنا ہے جو بے ادبی ہے، لیکن اللہ سے گلہ کرنا اپنی بے بسی کا اعتراف ہے
- مصیبت کے موقع پر اظہار حزن اور گریہ کرنا رقت قلب کی علامت ہے

## آیات ۸۱ - ۹۳ ( رموز و اسباق )

- صبر اور تقویٰ، اجر الٰہی سے بہرہ مند ہونے کا موجب ہیں
- اللہ تعالیٰ نیک کام کرنے والوں ( محسنین ) کو مکمل جزاء عطا کرتا ہے اور اس سے کسی چیز کو کم نہیں کرتا (فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ)
- مبلغین کے لیے ضروری ہے کہ ارشاد و ہدایت کے لیے مناسب مواقع سے فائدہ اٹھائیں (...قَالَ اَنَا یُوۡسُفُ وَهٰذَاۤ اَخِیۡ قَدۡ مَنَّ اللّٰہُ عَلَیۡنَاؕ اِنَّہٗ مَنۡ یَّتَّقِ وَیَصۡبِرۡ .....)
- نعمتیں، مال و دولت اور عزت رکھنے والے لوگوں کو چاہیے کہ وہ اس طرف توجہ اور اقرار کریں کہ یہ سب اللہ کی عطا ہیں
- اللہ کے نام کی قسم اٹھانا، تاریخی حیثیت رکھنے کے علاوہ گزشتہ شریعتوں میں بھی جائز تھا۔
- توبہ و استغفار کے لیے دعا میں اللہ تعالیٰ کی صفتِ رحمت (ارحم الراحمین ) کا ذکر استغفار اور دعا کے آداب میں سے (یَغۡفِرُ اللّٰہُ لَکُمۡ وَهُوَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِیۡنَ)
- خارقِ عادت چیزوں کا انبیاء علیہ السلام سے ظاہر ہونا اور ان سے متعلقہ چیزوں سے مریضوں کی شفا یابی ممکن ہے۔
- اپنے رشتہ داروں اور تعلق رکھنے والوں کی مدد کرنا نیک صفت اور نیک لوگوں کی خصوصیات میں سے ہے
- ۔